شب قدر پاؤں تو کونسی دعا پڑھوں۔ تو آپ ؐ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

اے اللہ ' بے شک تو عفو و مغفرت والا ہے۔ عفو و مغفرت کو پسند کرتا ہے۔ مجھے بھی معاف کردے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھی لیلۃ القدر میں' اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے' شب بیداری کی' اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۳

عیدالفطر

رحمتوں' شفاعتوں' نذرانوں اور شکرانوں کا جشن

اسلامی معاشرہ میں عیدالفطر کی اہمیت

اسلام کا سماجی نظام اپنی اصل کے اعتبار سے ایک بہت بڑا اخلاقی نظام ہے۔ اس کی عبادات اور معمولات کا سارا دارومدار اعلیٰ اخلاقیات پر ہے۔ فکروخیال کی پاکیزگی' اعمال میں راست روی' معاملات میں دیانت داری' معاشرت میں خوش اطواری اور روابط و تعلقات میں میانہ روی اس کی بنیادی خصوصیات ہیں۔

جنت کا معاشرہ

اسلام انسانی زندگی کے لیے محض دنیاوی سکیم کی حیثیت نہیں رکھتا' بلکہ وہ اپنی روح اور اپنے احکام کے اعتبار سے ایک وسیع ترین "دو جہانی سکیم" ہے۔ اسلامی فکر کے لحاظ سے دوسری دنیا کوئی تخیلی اور مثالی دنیا نہیں بلکہ ایک حقیقی جیتی جاگتی دنیا ہے' ایک ٹھوس اور واقعی دنیا جو انسانی تہذیب و تمدن کے ایک نہایت ہی اعلیٰ ترین معیار کو پیش کرے گی۔ اس مکمل ترین دنیا میں بسنے والے انسانوں کو' جن کا مسکن فردوسِ بریں ہو گا' اتنا کامل الاختیار بنا دیا جائے گا کہ وہ' قوانین طبعی کے تحت نہیں بلکہ قوانین طبعی' ان کے زیرِ اختیار ہوں گے۔

جنت کا یہ مہذب ترین معاشرہ دراصل انسانی ترقی کی وہ معراج ہوگی جس کا حقیقی تصور کرنا

بھی یہاں محال ہے۔ ظاہر ہے جنت کے اس اعلیٰ ترین معاشرہ میں اتنے وسیع اور ناقابل قیاس اختیارات تیسرے درجے کے گھٹیا اخلاق اور ناقص معیار والے انسانوں کے ہاتھ میں نہیں دیے جا سکتے جو نفس پرست، خودغرض، ظلم پیشہ، بدخلق، گندہ دہن، گندہ دل، گندہ ذہن، گندہ رُو، گندہ پیرہن ہوں۔ جو سوچیں تو بُرا سوچیں، بولیں تو بُرا بولیں اور چلیں تو بُری راہ چلیں، کریں تو بُرے کام کریں۔ منطقہ جنت میں ایسے ہی انسان بسائے جائیں گے جو حسنِ ذوق، حسنِ خیال، حسنِ فکر، حسنِ گفتار اور حسنِ کردار غرض ہر اعتبار سے "انسان کامل" ہوں۔

تربیت کا نظام

اس اعلیٰ ترین شستہ اور پاکیزہ "اُخروی معاشرہ" کے لیے اسلام ایک تربیتی نظام کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ان تمام انسانوں کو جو اللہ، اللہ کے رسولؐ اور آخرت کی اس حقیقی زندگی پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں۔ منطقہ جنت کا شہری بنانے کی ہمہ پہلو تربیت دیتا ہے۔ اس دنیا میں وہ ایک ایسا معاشرتی، سیاسی، معاشی اور تہذیبی ماحول بناتا ہے جس میں انسانی صلاحیتوں اور کمالات کے نشوونما پانے کے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں اور انسانی مواد مفید اور پاکیزہ مقاصد کے لیے از خود منظم و مربوط ہوتا چلا جاتا ہے۔

روزہ، ایک کورس

اسلامی عبادات، اسلام کے اس تربیتی نظام کا ضروری اور لازمی حصہ ہیں اور وہ اس کے مقاصد و نتائج کو حاصل کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ رمضان کے روزے بھی اس نظامِ تربیت کا اہم ترین کورس ہیں۔ روزہ کے ذریعہ تسخیرِ خودی، ضبطِ نفس، اعتدالِ مزاج، تنظیمِ عادات اور دوسرے تمام تر اخلاقی محرکات کو ابھارا جاتا ہے تاکہ ناقص اور خام انسانی مواد روزہ کی بھٹی میں تپ کر ہر طرح کے کھوٹ اور آلائشوں سے پاک ہو جائے، انسان کی شخصیت نکھر اور سنور جائے، اس کا کردار اس درجہ پختہ اور مضبوط ہو جائے کہ وہ جہانِ آخرت میں اللہ کے نائب اور نمائندہ کی حیثیت سے نظامِ کائنات کے وسیع تر اختیارات کو سنبھالنے اور منشاءِ خداوندی کے مطابق ان کو استعمال کرنے کا اہل سمجھا جائے۔

اختتامی تقریب

جب تیس دن کا یہ تربیتی کورس مکمل ہو جاتا ہے تو اس کی اختتامی تقریب منعقد کی جاتی ہے جس میں اسلامی معاشرہ کے افراد اپنی تربیت کی تکمیل اور اُخروی معاشرہ کے رہن سہن کی

صلاحیت اور سلیقہ پیدا کرلینے پر خوشی مناتے، بطور شکرانہ کے اللہ کے حضور فطرہ کی نذر پیش کرتے اور اس کی تعظیم و تکبیر کے لیے دوگانہ عید ادا کرتے ہیں۔ اسی مسرت انگیز تقریب کا نام عیدالفطر ہے۔

فطر کی اہمیت

مختلف قوموں کے بیشتر تہوار شخصیتوں یا قومی کارناموں سے نسبت رکھتے ہیں۔ ہماری یہ عید تہواروں سے قطعی مختلف ہے۔ یہ نہ کسی شخصیت سے منسوب ہے اور نہ کسی قومی واقعہ یا کارنامہ سے، بلکہ یہ ایک ایسی منفرد عید ہے جس کی کوئی مثال اقوام و مذاہب کے تہواروں میں نہیں ملے گی۔ یہ عید ایک نیکی سے منسوب ہے، ایک ایسی نیکی جو خلق خدا کی بھلائی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ عیدالفطر کا نام ہی بتا رہا ہے کہ یہ فطرہ والی عید ہے۔ یہ فطرہ خیرات نہیں ہے کہ آدمی کا جی چاہے تو ادا کردے اور نہ چاہے تو ادا نہ کرے، بلکہ اسلامی مملکت میں یہ مسلمان شہریوں کا ایک ایسا قانونی فرض ہے جسے ادا نہ کرنے پر وہ سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ . . . فطرہ اپنے اس قانونی تحفظ کے ساتھ ایک لازمی رفاہی اسکیم کی حیثیت رکھتا ہے جس میں حصہ لینا فطرہ ادا کرنے کی اہلیت و استطاعت رکھنے والے ہر بالغ و نابالغ مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔

رمضان ہمارا مہمان

برکتوں والا مہینہ رمضان ایک معزز آسمانی مہمان تھا جو تیس دن تیس راتوں تک مسلم معاشرے میں مقیم رہا۔

وہ ہمارا مہمان تھا۔ ہمارے گھروں میں، سحر و افطار، تراویح و تہجد میں، اور پھر دن بھر روزہ کے مبارک لمحوں میں ہمارے ساتھ ساتھ رہا۔

وہ آیا تھا تو خالی ہاتھ نہیں آیا تھا۔ اپنے شب و روز کے خریطوں میں رحمتوں، برکتوں، نعمتوں اور شفاعتوں کے تحفے بھر بھر کر لایا تھا، یہ تحفے اللہ رب العزت کی بارگاہ خاص سے عنایت کیے گئے تھے کہ میری دنیا میں جاؤ اور میرے وفا شعار دوستوں کو ڈھونڈو، جو وہاں مجھے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اور ان کے دامن ہمارے ان پاکیزہ تحفوں سے بھر دو۔

ہمارا یہ معزز مہمان، ماہ صیام رحمتوں اور برکتوں کی سوغاتوں سے لدا پھندا اللہ کے دوستوں کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ جہاں کسی کو سنا کہ اللہ کو پکارتا ہے، اس نے اس کے دامن طلب کو ہدیۂ دوست سے بھر دیا۔ رحمتوں، برکتوں، نعمتوں اور شفاعتوں سے مالا مال کر دیا۔

اب جبکہ وہ ہمارے درمیان سے رخصت ہوگیا تو جاتے ہوئے بھی وہ خالی ہاتھ نہ گیا۔ آتے

ہوئے وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہدیوں' تحفوں' رحمتوں اور برکتوں کو اٹھا کر لایا تھا' اور اب جاتے وقت وہ اس کے بندوں کی عبادتوں' نیکیوں' بھلائیوں کو اکٹھا کر کے لے گیا ہے۔

وہ یہ نذرانے اللہ کے سامنے پیش کرے گا' وہ اس کے حضور ایک ایک روزہ کی سفارش و شفاعت کرتے ہوئے کہے گا:

"اے رب! میں نے اس کو کھانے پینے اور شہوات سے دن بھر روکے رکھا تھا' اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔"

اس کی تائید کرتے ہوئے' قرآن بارگاہ رب العزت میں عرض کرے گا:

"اے رب! میں نے اسے رات کے آرام سے روکے رکھا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔"

اللہ ان دونوں کی شفاعت کو قبول کر کے اس روزہ دار مومن کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دنیا و آخرت میں بہتر اجر سے نوازے گا (بروایت عبداللہ بن عمرؓ)۔

مہمان کے ساتھ سلوک

آج عیدالفطر کے دن' اللہ کے دربار میں' ماہ رمضان دنیا میں پورے تیس دن تک اپنے قیام کی رپورٹ پیش کر رہا ہے اور نام بنام بتاتا جا رہا ہے کہ اس کے ساتھ کس نے کیا سلوک کیا۔ کون اس کی آمد پر خوش ہوا' اور کس نے اسے دیکھ کر تیوریاں چڑھالیں' کس نے اس کی آؤ بھگت کی اور روزہ داری اور نیکوکاری سے اس کی خاطر تواضع کی' اور کس نے اس کو اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیا اور دور ہی سے اسے پھٹکار دیا۔

اس دن ان دونوں طرح کے لوگوں کے لیے ایک بہتر موقع ہے۔ ان کے لیے جو اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں سے اللہ کے فرستادہ اس معزز مہمان کی قدر نہ کرسکے' اور ان لوگوں کے لیے بھی جنھوں نے دل و جان سے اس کی خدمت کی' کہ وہ اس وقتِ خاص میں بارگاہ رب العزت میں سچے دل سے نذرانہ پیش کریں' اس کے حضور صف بستہ ہو جائیں اور اظہارِ اطاعت کے لیے سربسجود ہو جائیں۔

یہ نذرانہ اور اظہارِ اطاعت' کوتاہ عمل بندوں کے لیے دربار الٰہی سے بخشش و مغفرت کا وسیلہ بن جائے گا اور نیکوکار بندوں کے لیے رحمت و برکت کا ذریعہ۔

اس عالی مرتبت دربار کے لیے قیمتی سے قیمتی چیز بھی لائق پیشکش نہیں ہو سکتی' اس کے دربار کا انمول تحفہ تو صرف ایک ہی ہے کہ اس کے مستحق بندوں کی حتی المقدور مدد کی جائے'

خلق کی خدمت ہی وہ سوغات ہے جو وہاں مرغوب و پسند ہے۔

فطرہ اور دوگانۂ عید

اس موقع خاص کے لیے بہترین نذرانہ 'فطرہ' ہے۔

اور بارگاہِ الٰہی کے حضور اظہارِ اطاعت 'صلوٰۃ' ہے۔

عیدالفطر کی تقریب دو اہم باتوں پر مشتمل ہے، ایک فطرہ دوسری دوگانہ نماز۔ فطرہ حقوق العباد سے متعلق ہے، اور نماز عید حقوق اللہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ان دونوں چیزوں، نماز اور فطرہ میں سے فطرے کو نماز پر ترجیح دی ہے۔ اوّل یہ کہ اس عید کا نام ہی فطرہ کی نسبت سے عیدالفطر رکھا۔ دوسرے یہ کہ فطرہ کی ادائیگی کو نماز کی ادائیگی سے اوّل رکھا، اور وہ بھی سخت تاکید کے ساتھ کہ نماز سے پہلے فطرہ ادا کرو۔ یہ اصرار اور تاکید ایسی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو نماز سے پہلے بغیر کسی عذر کے فطرہ ادا نہ کرے، اللہ کے حضور اس کی آمد پسندیدہ نہیں۔

جشنِ عید کا آغاز فطرہ سے ہوتا ہے۔ یہ بارگاہِ الٰہی میں بندوں کی طرف سے ایک نذرانہ ہے جو بذاتِ خود ایک التجا اور عرضداشت کی حیثیت رکھتا ہے کہ

> اے اللہ، اگر ہمارے روزوں میں کوئی کمی رہ گئی ہو، یا ہم نے ماہِ صیام کی عبادتوں میں کوئی قصور و کوتاہی کی ہو، تو اس فطرہ کو اس کی تلافی کے لیے قبول فرمالے، اور ہماری نمازوں کو، ہمارے روزوں کو، ہماری نیکیوں اور بھلائیوں اور تلاوتِ قرآن کو قبول فرمالے، اور ہمارے حق میں ماہِ صیام اور مقدس قرآن کی سفارش و شفاعت کو منظور کرلے۔

اس فطرہ کو ادا کرنے کے بعد رمضان کی ذمہ داریوں کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ تکمیل فرض کی خوشی میں سجدۂ شکر بجا لانا چاہیے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کردیا۔ عید کی دوگانہ نماز دراصل اسی شکرانہ کی نماز ہے۔ اس نماز میں عام نمازوں سے زیادہ تکبیریں کہنے کی یہی عارفانہ توجیہ ہے کہ اس کے غلام، تکمیلِ خدمت کی خوشی میں بے خود ہوجاتے، اور والہانہ طور پر اپنے آقا کا نام لے لے کر پکارتے ہیں، اس کی عظمت و کبریائی کا اعلان کرتے ہیں، اور اس کی حمد و تقدیس بیان کرتے ہیں۔

رفاہِ عامہ

عیدالفطر ایک تہوار نہیں بلکہ رفاہِ عامہ کی ایک تدبیر بھی ہے۔ جو فطرہ دینے کا اہل ہو اور

فطرہ نہ دے‘ تو اس کی عید ادھوری رہ جاتی ہے‘ کیونکہ وہ ماہِ صیام کی تربیت کو جھٹلاتا ہے‘ جو غریبوں‘ مستحقوں کو سہارا دینے اور پسماندہ خاندانوں کو معاشرے کی سطح تک پہنچانے کے لیے ایثار و قربانی کے جذبات پیدا کرتی اور بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس دلاتی ہے۔ فطرہ میں جو اجناس یا نقد روپیہ اسلامی معاشرہ کا ہر فرد ادا کرتا ہے وہ مجموعی طور پر ملک و ملت کے پسماندہ اور مستحق افراد کی وسیع پیمانے پر مدد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس طرح عیدالفطر اور دوسرے تمام اسلامی تہوار ہر سال قومی دولت کو معاشرے کے ہر طبقہ میں گردش میں رکھتے ہیں۔

عبادت

عیدالفطر ایک جشن مسرت ہی نہیں‘ ایک عبادت بھی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی عبادت یعنی روزہ کا اختتام ہے۔ فطرہ ادا کرنے کے بعد یوم فطر کی سب سے پہلی مشغولیت عید کی نماز ہے جو اللہ کے حضور بطور شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔ اسلامی معاشرہ کے تمام افراد کا عیدگاہ میں جمع ہونا‘ مل کر اللہ کی تکبیر بلند کرنا‘ اس کی حمد و ثنا بیان کرنا‘ اس کے حضور رکوع و سجود کرنا‘ اس کی بارگاہ کرم سے مغفرت طلب کرنا‘ بھلائیوں اور رحمتوں کی دعائیں مانگنا شکر و عبادت کی ایک ایسی مقدس فضا پیدا کر دیتا ہے کہ دل ایک دوسرے کی طرف جھکنے اور سب کے لیے ایک ہونے اور نیک بننے کی ترغیب پیدا ہو جاتی ہے۔

ہم ایک ہیں

نمازِ عید کی یہ اجتماعی تقریب جس میں چھوٹے بڑے ہر رنگ‘ ہر نسل‘ ہر قبیلہ‘ ہر برادری‘ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں‘ مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والوں‘ مختلف زبان بولنے والوں کی یہ یکجائی ان کے باہمی اتفاق و اتحاد کے رجحان کو تقویت دیتی ہے‘ اور یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم علیحدہ نہیں‘ ہم ایک ہیں‘ ہم غیر نہیں‘ ہم بھائی ہیں‘ ہمارا خدا ایک ہے‘ ہمارا رسول ایک ہے‘ ہمارا قبلہ ایک ہے‘ ہمارا قرآن ایک ہے‘ ہمارا مسلک اور دین ایک ہے اور ہم ایک بہت بڑی عالمی برادری ہیں جو خدا کی وفاداری اور اطاعتِ رسول کی پیروی و متابعت کے پاکیزہ اصولوں پر وجود میں آئی ہے‘ ہم کو ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایک دوسرے سے محبت و معاونت کرنا چاہیے‘ عیدِ سعید کا یہی مقصود اور یہی پیغام ہے۔

عیدالفطر کے دن معمولاتِ نبویؐ

جب ماہِ صیام کے دن پورے ہو جاتے‘ عید کا چاند دیکھ لیا جاتا‘ اور ایک شب گزر جاتی‘ تو

صبح اللہ کے رسولؐ حسب معمول مسجد نبوی میں نماز فجر کی امامت فرماتے۔ پھر آپؐ اپنے کاشانہ مبارک میں تشریف لے جاتے۔ جب کچھ دن چڑھ جاتا تو آپؐ غسل فرماتے' اور اپنے کپڑوں میں صاف ستھرا اجلا لباس زیب تن فرماتے' آنکھوں میں سُرمہ پھیرتے' کپڑوں میں خُوشبو ملتے' سر کے بالوں میں تیل ڈالتے اور کنگھے سے سنوارتے' پھر آپؐ چند کھجور' دودھ اور جو کچھ بھی اس وقت میسر ہوتا نوش فرماتے۔ اس کے بعد اپنے اصحاب کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے جاتے اور وہاں جو پہلا کام آپؐ کرتے وہ نماز تھی۔ جب لوگ صفوں کو درست کر لیتے تو آپؐ عید کی دو رکعتیں زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھتے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت بلالؓ کا سہارا لے کر کھڑے ہو جاتے' پھر آپؐ مجمع سے جو آپؐ کا خطبہ سننے کے لیے بے چینی سے منتظر ہوتا' خطاب فرماتے' لوگوں کو نصیحت فرماتے' ان کو ہدایات و احکام دیتے۔